اس لئے سجادہ مجیبیہ پر جلوہ افروز ہونے کے بعد لوگوں کی اصلاحِ ظاہری کے ساتھ اصلاحِ باطنی بھی شروع کردی اور ہندوستان کے اطراف واکناف سے لوگ آ آ کر روحانی فیض اور رشد وہدایت حاصل کرتے رہے۔

ربیع الاول ۱۳۴۳ھ میں امیر کا انتخاب عمل میں آیا اور علما کی ایک اہم مجلس نے آپ کو امیر شریعت منتخب کیا۔ آپ کے عہد میں ادارۂ امارت شرعیہ نے جو مذہبی وسیاسی خدمات انجام دیں وہ اہلِ ملک سے پوشیدہ نہیں

شعبان ۱۳۴۴ھ میں حج وزیارتِ حرمین کے قصد سے وطن سے روانہ ہوئے۔ وسطِ رمضان میں مکہ معظمہ پہنچے اور رمضانِ مبارک کا نصف حصہ اسی ارضِ مقدسہ میں گذارا۔ عید الفطر کے بعد مدینہ طیبہ کی حاضری ہوئی اور حج کے بعد مقاماتِ مقدسہ بیت المقدس، نجفِ اشرف، کربلائے معلی، بغداد شریف کی زیارت کرکے صفر ۱۳۴۵ھ میں وطن واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں آپ بڑے بڑے شیوخ اور صاحب نسبت حضرات سے ملے جن میں سے اکثر نے دیگر نعائم کے ساتھ اپنے سلاسل کی اجازت بھی آپ کو دی۔ آپ کے ان شیوخ میں سید عباس بن محمد بن احمد بن سید رضوان، شیخ عبد الجلیل بن عبد السلام برادہ۔ شیخ محمد فالح ظاہری، شیخ عبد الحی کتانی، شیخ سلیمان حسب اللہ وغیرہم ہیں۔ اس سفر میں بہتیرے غیر ملکی لوگ بھی آپ کی ذات سے مستفید ہوئے اور آپ نے ان کو اپنے سلاسل کی اجازتیں دیں۔ غرضکہ عرب وعجم دونوں نے آپ سے استفادہ کیا اور یہ سلسلہ پورے ۲۳ سال تک قائم رہا۔

رمضان ۱۳۶۱ھ میں علالت شروع ہوتی ہے۔ کچھ دنوں درد کمر کی شکایت رہی۔ پھر عارضی افاقہ ہوگیا مگر صحت برابر گرتی رہی۔ ذیابطیس کا مرض بہت عرصہ سے تھا۔ بار بار اس کا حملہ ہوتا رہا۔ جس نے جسمانی قوت قریباً زائل کردی۔ باوجود شدید معذوریوں کے پنجگانہ نماز کی جماعت کبھی ترک نہیں کی۔ ایک آدمی کے سہارے سہی، مگر تشریف لاتے تھے۔

رمضان ۱۳۶۵ھ میں بائیں پاؤں میں ایک پھوڑا نکل آیا جس نے نہایت مہلک صورت

اختیار کرلی۔ برابر مرہم پٹی ہوتی رہی مگر حسب خواہ اندمال نہیں ہو رہا تھا اور ضعف و کمزوری میں اضافہ تھا۔ یہاں تک کہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ میں دائیں پاؤں میں پیچھے کی جانب دوسرا پھوڑا نکل آیا۔ ربیع الثانی کی ابتدا میں جس کا آپریشن ہوا۔ دو دو تازہ زخم کی وجہ سے نقل و حرکت قطعاً موقوف کردی گئی۔ اس کے بعد سے نماز کے لئے مسجد تشریف لانے سے بھی معذوری ہوگئی مگر وہ امور جن کا تعلق نقل و حرکت سے نہ تھا اسی طرح انجام پاتے رہے۔

۲۰ ر ۲۱ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ کو بخار آتا ہے اور دو دن کے بعد اتر جاتا ہے مگر ضعف و کمزوری دو چند ہو جاتی ہے اس کے علاوہ کوئی بات مزاج کے خلاف نہیں دیکھی گئی۔

۲۹ ر جمادی الاول شنبہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۴۷ء کی صبح کو نماز فجر ادا کی گئی پھر دیگر وظائف و اوراد پورے کئے گئے۔ نمازِ اشراق کے بعد فرمایا گیا کہ تنفس کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کچھ حرارت بھی ہے۔ سات بجے ڈاکٹر عبدالغفور صاحب پٹنہ سے حسب معمول ڈریسنگ کے لئے آئے ان سے بھی اس چیز کا اظہار کیا گیا مگر اپنی طرف سے کسی قسم کے انتشار کا اظہار نہ فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک زخم کا ڈریسنگ ختم ہی کیا تھا کہ تنفس میں زیادتی ہونے لگی اس لئے دوسرے زخم کی مرہم پٹی روک دی گئی مگر سکون کے بجائے زیادتی ہوتی گئی جو لوگ حاضر تھے ان میں گھبراہٹ اور انتشار پیدا ہوا اور پٹنہ سے ڈاکٹر بلانے کے لئے فون کیا گیا، قبل اس کے کہ پٹنہ سے کوئی ڈاکٹر آئے اور اس کے دفعیہ کا کوئی سامان کرے آپ نے خود ہی اس کا سامان کرلیا اور آٹھ بجے اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ادبیات

آثارِ ادبیہ

غزل

از جناب حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب شیدا دہلوی مرحوم

ذیل کی یہ غیر مطبوعہ غزل ہمیں جناب مکرم حکیم حبیب اشعر صاحب دہلوی کی وساطت سے موصول ہوئی ہے جسے ہم جناب موصوف کے شکریہ کے ساتھ حکیم صاحب مرحوم کی ادبی یادگار کی حیثیت سے شائع کرتے ہیں۔

سالہا بندگیِ حضرتِ سلطاں کردم — پس ازاں منزلِ خود در دلِ جاناں کردم
باز خواہم کہ کنم خانۂ دل را آباد — گرچہ ایں خانہ بسا ہست کہ ویراں کردم
چوں زیم شاد دریں کلبۂ احزاں ای دوست — من کہ آسایشِ خود وقفِ عزیزاں کردم
سرِ بازارِ طلب ہست و ندارم چیزے — جان و دل بر نگہِ مستِ تو قرباں کردم
چند گہ بزمِ جہاں را بتحیر دیدم — مردم و رو بسوئے گورِ غریباں کردم
کاروانم ہمہ برباد شد و چوں مجنوں — منزلِ عشق بہر قافلہ آساں کردم

ہمچو شیدا کہ بصحرائے جنوں می گردد
سالہا طوفِ سرِ کوئے حسیناں کردم

فکر و عمل

از جناب ماہرالقادری

معرفت ہے نہ محبت، نہ پیمبر نہ کتاب
علم حاضر کا یہ عالم کہ حضوری نہ غیاب

دستِ گستاخ کی جرأت ہو جبتک کہ شریک
صرف نظارے سے کھلتے ہیں کہیں بندِ نقاب

کفر ہے خوفِ خدا، جذبۂ بے مستیٔ شوق
یہ جہنم کی مسرت ہے وہ جنت کا عذاب

وہی انسان ہے اس دہر میں بیدار ضمیر
ہر نفس جس کے لئے آج بھی ہے روزِ حساب

عیش کی نیند مسلماں کو سلا دیتی ہے
نرمیٔ اطلس و زربفت و حریر و کمخواب

تو نے کانٹے کی جراحت بھی نہ دیکھی اے دوست!
تیری دنیا ہے یہی راحتِ نسرین و گلاب

حکمِ رمضاں میں وہ تاویل کی لیتا ہے پناہ
جو کہ ہے خوگرِ خس خانہ و قند و برفاب

یہ فضا! ہائے! یہ دنیا! یہ جہانِ تہذیب
عشق بے خواب ہے جس کا نہ محبت بیتاب

ٹوٹ کر سطح کو بے چین تو کر جاتے ہیں
آبگینے یہ ہوا کے، یہی کمزور حباب

بادشاہوں کے بھی دل ڈر سے دہل جاتے ہیں
تو نے دیکھا ہی نہیں مردِ قلندر کا عتاب[1]

کس مجاہد کی یہ پھونکوں کا اثر ہے ماہر
گل ہوئی جاتی ہے تہذیب کی روشن شب تاب[2]

---

[1] "بے باک" بھی پڑھا جا سکتا ہے۔
[2] ٹارچ Torch.